رسائل و مسائل

فرقہ بندی کا توڑ

(ادارہ)

سوال:- میں چاہتا ہوں کہ فرقہ بندی کے توڑ میں ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں آیاتِ محکمات کو واضح طور پر علیحدہ اس طور سے ترتیب دیا جائے کہ اُن کا محکمات ہونا واضح کیا گیا ہو، اور پھر متشابہات کو بھی اسی طرح بالوضاحت علیحدہ بیان کیا جائے۔ طرزِ بیان اور اسلوبِ وضاحت ناصحانہ اور مصلحانہ ہو، نہ کہ مناظرانہ۔

جواب:- محترم بھائی! شاید آپ کا خیال ہے کہ قائدینِ تفرقہ نے کتاب وسنت کے احکام کو سامنے رکھ کر فرقے بنائے ہیں، اور اب اگر ان پر واضح ہو جائے کہ قرآن وحدیث تفرقہ بازی کے خلاف ہیں تو وہ فوراً اتحاد و ائتلاف کے راستے پر پڑ جائیں گے۔ ایسا نہیں ہے اور نہ انہیں کوئی غلط فہمی ہے۔ فرقے بنائے بغیر ان کا کاروبار نہیں چل سکتا۔ سب نے الگ الگ باڑے بنا لیے ہیں، ان میں اپنے اپنے ریوڑ محفوظ کر رکھے ہیں اور اپنے اپنے فرقے کے مخصوص کلامی علائم اور فقہی شعائر کی باڑیں تعصب کے بندھنوں سے باندھ رکھی ہیں۔ ہر گلہ بان اپنے ریوڑ کو برسوں اس بات کی تربیت دیتا ہے کہ وہ صرف اس کی بات سنے اور کسی دوسرے باڑے سے یا کھلے میدان سے اگر سو فیصد حق و صداقت کی آواز اٹھے تو بھی اسے نہ مانے کہ اس باڑے سے باہر کوئی شخص نہ صحیح العقیدہ ہے نہ صحیح العمل۔

ہر فرقے والا اپنے بزرگوں اور ہم مسلکوں کے افکار و اعمال کا گرویدہ رہتا ہے، اور اس حلقے سے باہر کے اچھے سے اچھے مسلمانوں کے افکار و اعمال میں کھوٹ نکالتا ہے تاکہ کہیں اپنے ریوڑ میں خلل نہ پیدا ہو جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو جو قرآن لائے وہ دعوتِ حق کے اس نمایاں نتیجے کو بیان کرتا

ہے کہ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۔ دین کی تو شان ہی یہی ہے کہ وہ مختلف قبیلوں اور نسلوں اور ملکوں کے لوگوں کو بھائی بھائی بناتا ہے ۔ پھر قرآن ایک مسلمان اور دوسرے مسلمان کے درمیان رشتۂ اخوت کا کئی بار ذکر کرتا ہے ، وہ چاہتا ہے کہ سب لوگ "بنیان مرصوص" بن کر رہیں اور نبی اکرمؐ اتحاد کو لازمۂ ایمان قرار دیتے ہیں ۔ (لَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا)۔

بلاشبہ تحریر و تقریر کے وسائل سے بھی امت کو دعوتِ وحدت دینی چاہیئے ، مگر فرقہ دارانہ تعصبات کا مرض اتنا ہٹیلا ہے کہ اوّل تو فرقوں سے وابستہ افراد کسی بیرونی چیز کو پڑھیں گے ہی نہیں ، اور جو اہم شخصیتیں پڑھیں گی وہ اس میں سے کچھ ٹیڑھ نکال کر اپنے لوگوں کو ڈرا دیں گی کہ ایمان میں خلل کا خطرہ ہے اور آخرت میں نقصان کا ۔ بلکہ قائل کے منشا کے خلاف مفہوم کسی عبارت سے نکال لینا ، کسی ادھوری بات کو سلسلۂ کلام سے منقطع کر کے اس سے ایک نتیجہ برآمد کرنا ، حتیٰ کہ لفظی تحریف کر لینا بھی رائج و متداول ہے ۔

اندریں حالات بڑی سے بڑی تدبیر یہ ہو سکتی ہے کہ جو لوگ اتحادِ مسلمین کے علمبردار ہوں ، وہ ایک تو خود کسی فرقے کی سطح پر نہ رہیں ، دوسرے فرقہ وارانہ بحثوں میں نہ پڑیں ، حتیٰ کہ دوسروں کی اکساہٹ پر بھی ایسا جواب یا ردّ عمل پیش نہ کریں جس کا مزاج فرقہ وارانہ ہو ۔ ان کی تحریروں اور تقریروں میں اصولی طور پر دین کے حقائق بیان ہونے چاہئیں ۔ کسی فرقے سے تعرض کے طور پر نہیں ۔ اگر دوسرے لوگ اپنی نمازیں اور مسجدیں الگ کرتے ہیں تو ان کی روش کے مطابق اپنی نمازیں اور مسجدیں الگ نہ کی جائیں ۔ اسی طرح دنیوی علائق کو بھی منقطع نہ کیا جائے ۔

اتحادِ مسلمین کے لیے علمبردار اگر ایک طرف یہ ثابت کر دیں کہ وہ ایمان و اعتقاد ، حکمت و بصیرت عمل و کردار اور خدمت و ایثار میں بلند درجہ رکھتے ہیں اور دوسری طرف سلیم الطبع افراد کو چھانٹ چھانٹ کر ان سے افہام و تفہیم کے انداز پر کئی قسطوں میں دین اور مقاصدِ دین اور وحدتِ ملت پر گفتگوؤں کا سلسلہ جاری رکھیں تو ان کی مخلصانہ مساعی کو بارآور ہونے سے فرقوں کی باڑیں روک نہیں سکیں گی ۔

اس مقصد کے لئے خاص طور پر ایسے مواقع بہت مفید ہو سکتے ہیں ، جب اہم تر دینی مفاد یا قومی معاملات سب کو مل کر کام کرنے پر مجبور کر دیں ۔ ایسے مرحلوں میں جبکہ اتحاد کی ضرورت کا

احساس موجود ہوتا ہے اور عملاً فرقوں سے بالاتر ہوکر کام کیا جارہا ہوتا ہے، اسلامی وحدت و اخوت کی تلقین کے بہترین راستے کھلتے ہیں۔

بڑی بیماری یہ ہے کہ ہماری قوم اختلاف کرنے کا صحت مندانہ اسلوب اختیار نہیں کرسکی۔ اختلافِ رائے ہمیشہ تیز و تند انداز میں ہوتا ہے۔ اور اگر حل نہ ہوسکے تو فریقین ایک دوسرے کو کافر اور فاسق و فاجر کہنے لگیں گے۔ مخالف کے متعلق کہا جائے گا کہ اس کا عقیدہ ٹھیک نہیں، وہ وہابی ہوگیا ہے یا بدعتی ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں، اس کا نکاح باطل ہوگیا۔ اس کی اولاد جائز اولاد نہیں ہے، اس سے لین دین یا بات چیت کرنا حرام ہے، جو مسلمان اس کا ساتھ دے گا یا حمایت کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ جائے گا۔ یعنی سارے علمِ فقہ کو اس کے خلاف استعمال کر ڈالا جائے گا، جس نے مولوی صاحب کے قول و فعل سے اختلاف کرنے کا جرم کیا ہے۔

پس ایک تو ہماری قوم کو آدابِ اختلاف سکھانے کی ضرورت ہے اور دوسرے "اتحاد باوجود اختلاف" کی تربیت دینے کی۔

اس کام کے لیے کوئی ایک کتاب کام نہیں دے سکتی، بہت کچھ لکھنے اور بہت سا کام کرنے کی ضرورت ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۴)

ی۔ حکومت کو ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دینا چاہیے جو موجودہ کمپنیوں کے قانون، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس، انکم ٹیکس کے قانون اور سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج آرڈیننس اور دیگر متعلقہ قوانین کا جائزہ لے اور موجود تنقیحی نظام کو غیر سودی بنک کاری کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے اپنی سفارشات پیش کرے۔ کمیٹی کو یہ بھی طے کرنا چاہیے کہ اگر کسی شخص کے خلاف نفع کو چھپانے کی دانستہ کوشش پکڑی گئی تو اس کے خلاف کس نوعیت کی قانونی کارروائی کس طرح کی جائے۔